تراویح اور تہجد میں فرق

مجیب: مولانا اعظم عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-3632

تاریخ اجراء: 11 رمضان المبارک 1446ھ / 12 مارچ 2025ء

دارالافتاء اہلسنت
(دعوت اسلامی)

سوال

کیا تراویح اور تہجد ایک ہی نماز ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

نمازِ تراویح الگ نماز ہے اور نمازِ تہجد الگ، نماز تہجد سنت مستحبہ (غیر مؤکدہ) ہے اور اس کی ادائیگی پورا سال ہوتی ہے جبکہ نمازِ تراویح کی بیس رکعات ہر عاقل وبالغ مسلمان مرد وعورت کے لیے سنتِ مؤکدہ ہیں اور اس کی ادائیگی صرف رمضان شریف میں ہوتی ہے۔

نماز تراویح اور نماز تہجد کے الگ الگ نماز ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ محدثین اور فقہاء دونوں گروہ علمانے اپنی کتابوں میں ان نمازوں کے لئے جدا جدا باب باندھے ہیں، اگر یہ ایک نماز ہوتی تو الگ الگ باب نہ باندھے جاتے مثلا امام بخاری رحمہ اللہ نے بخاری شریف میں نماز تراویح کا باب اس عنوان سے باندھا ہے "كتاب صلاة التراويح" اور نماز تہجد کا باب اس عنوان سے باندھا ہے "باب فضل التهجد"

صحیح مسلم میں تراویح کا باب اس عنوان سے باندھا گیا ہے "باب الترغيب في قيام رمضان، وهو التراويح" اور تہجد کا باب اس عنوان سے باندھا گیا ہے "باب صلاة الليل"

غرض! ان کو ایک نماز بتانا یا دونوں کے الگ الگ ہونے کا انکار کرنا ہرگز درست نہیں ہے۔

نمازِ تراویح کے سنت مؤکدہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ و سلم نے تین راتیں نمازِ تراویح کی امامت فرما کر بخوفِ فرضیت ترک فرمادی، پھر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے باقاعدہ حُفّاظ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو امام مقرر فرما کر لوگوں کو ان کے پیچھے نمازِ تراویح پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا،

جس پر تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عمل کیا، پھر حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہما نے بھی اپنے دورِ خلافت میں اس عمل پر مواظبت فرمائی، تو یوں اکثر خلفائے راشدین کے عمل کی وجہ سے یہ سنت مؤکدہ بن گئی، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا:"عليكم بسنتي وسنة الخلفاء المهديين الراشدين" ترجمہ: تم پر میری اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت لازم ہے۔(سنن ابی داؤد، باب فی لزوم السنۃ، رقم الحدیث 4607، ج 4، ص 200، المکتبۃ العصریۃ، بیروت)

صحیح بخاری میں ہے"عن عبد الرحمن بن عبد القاري، أنه قال: خرجت مع عمر بن الخطاب رضي الله عنه، ليلة في رمضان إلى المسجد، فإذا الناس أوزاع متفرقون، يصلي الرجل لنفسه، ويصلي الرجل فيصلي بصلاته الرهط، فقال عمر: «إني أرى لو جمعت هؤلاء على قارئ واحد، لكان أمثل» ثم عزم، فجمعهم على أبي بن كعب، ثم خرجت معه ليلة أخرى، والناس يصلون بصلاة قارئهم، قال عمر: «نعم البدعة هذه" ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن عبد القاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں رمضان میں ایک رات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا، تو اس وقت لوگ الگ الگ نماز پڑھ رہے تھے، کوئی اکیلے نماز پڑھ رہا تھا، اور کوئی شخص نماز پڑھا رہا تھا تو اس کے پیچھے ایک جماعت نماز پڑھ رہی تھی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں مناسب سمجھتا ہوں اگر میں ان کو ایک امام کے پیچھے جمع کر دوں تو یہ زیادہ بہتر ہو گا، پھر آپ نے ارادہ فرمایا، تو ان لوگوں کو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے جمع فرما دیا، پھر میں دوسری رات آپ کے ساتھ نکلا، تو لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کتنی اچھی بدعت ہے۔(صحیح بخاری، رقم الحدیث 2010، ج 3، ص 45، دار طوق النجاۃ)

السنن الکبری للبیہقی میں ہے:"عن أبي عبد الرحمن السلمي، عن علي رضي الله عنه قال: دعا القراء في رمضان فأمر منهم رجلا يصلي بالناس عشرين ركعة قال: وكان علي رضي الله عنه يوتر بهم، وروي ذلك من وجه آخر" ترجمہ: حضرت عبد الرحمن سلمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک شخص کو بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا اور خود حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ ان کو وتر پڑھاتے تھے۔ یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے اور بھی اسانید سے مروی ہے۔(السنن الکبری للبیہقی، رقم الحدیث 4291، ج 2، ص 699، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

امام ترمذی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: ”وأكثر أهل العلم على ما روي عن عمر، وعلي، وغيرهما من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم عشرين ركعة“ ترجمہ: اکثر اہل علم کا مذہب بیس رکعت تراویح ہے، جو حضرت عمر اور حضرت علی وغیرہ اصحابِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ (سنن الترمذی، رقم الحدیث 806، ج 3، ص 160، مطبوعہ مصر)

اکثر خلفائے راشدین کی مواظبت کی وجہ سے تراویح کے سنت مؤکدہ ہونے کے بارے میں در مختار میں ہے ”التراويح سنة مؤكدة لمواظبة الخلفاء الراشدين للرجال والنساء اجماعاً“ ترجمہ: تراویح خلفائے راشدین کی مواظبت کی وجہ سے مردوں اور عورتوں کے لیے بِالْاِجماع سنتِ مؤکدہ ہے۔

مذکورہ بالا عبارت کے تحت ردالمحتار میں ہے: ”أي: أكثرهم، لأن المواظبة عليها وقعت في أثناء خلافة عمر رضی الله عنه، ووافقه على ذلک عامة الصحابة ومن بعدهم الى يومنا هذا بلا نكير“ ترجمہ: یعنی اکثر خلفائے راشدین کی مواظبت کی وجہ سے کیونکہ اس پر مواظبت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دوران ہوئی اور سب صحابہ نے ان کی اس پر موافقت فرمائی اور ان کے بعد سے آج تک کسی نے انکار نہ کیا۔ (در مختار مع ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، ج 02، ص 43، دار الفکر، بیروت)

اور تارکِ تراویح کا حکمِ شرعی بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن لکھتے ہیں: ”سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین شب تراویح میں امامت فرما کر بخوفِ فرضیت ترک فرمادی، تو اس وقت تک وہ سنت مؤکدہ نہ ہوئی تھی، جب امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اِجرا فرمایا اور عامہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس پر مجتمع ہوئے، اس وقت سے وہ سنت مؤکدہ ہوئی، نہ فقط فعلِ امیر المؤمنین سے، بلکہ ارشاداتِ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے، اب ان کا تارک ضرور تارکِ سنتِ مؤکدہ ہے اور ترک کا عادی فاسق وعاصی۔“ (فتاوی رضویہ، ج 07، ص 471، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

غنیۃ المتملی میں ہے ”من النوافل المستحبة قيام الليل“ ترجمہ: نوافل مستحبہ میں سے رات کی نماز (یعنی تہجد بھی) ہے۔ (غنیۃ المتملی، فصل فی النوافل، قیام اللیل، صفحہ 432، مطبوعہ: کوئٹہ)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاوی رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں: ”تہجد سنت مستحبہ ہے، تمام مستحب نمازوں سے اعظم واہم، قرآن واحادیث حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس

کی ترغیب سے مالامال، عامہ کتب مذہب میں اسے مندوبات و مستحبات سے گنا اور سنت مؤکدہ سے جُدا ذکر کیا، تو اس کا تارک اگرچہ فضل کبیر و خیر کثیر سے محروم ہے گنہگار نہیں۔" (فتاوی رضویہ، جلد 7، صفحہ 400، 401، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com

daruliftaahlesunnat

DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat

feedback@daruliftaahlesunnat.net